

اہل سنت والجماعت کے مطالعہ کیلئے
رسومات
محرم اور تعزیم

غازی ملت علیہ رحمۃ اللہ شری المجلانی

مکتبہ انوار المصطفیٰ
 ۲۳-۲-۷۵/۶ مغل پورہ، حیدرآباد



www.75315.com

www.75315.com

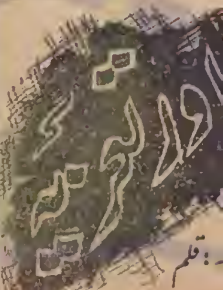
دالت کے افسر

یاع و دلاور

ن و حیدر

ہمارے گرامی

[محدث اعظم کچھو چھو]



اناسید محمد شمس حسنی الحسینی

[محدث اعظم کچھو چھو]

ت: ایک روپیہ پچتر پیسے

1/65

مصطفیٰ ۱۵۶۲۰۲۳۰۲۳۰۲۳۰۲۳۰
منفیورہ
۲۳۰۲۳۰۲۳۰۲۳۰

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا

بعض لوگوں کا یہ پردیگندہ کہ شمشی سے اس کے گھر والے بھاگے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ تشیع کو دنیا سے ہٹا دیا جائے یہ یہ باطل پردیگندہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ جب آپ میرے برادر معظم مولانا سید محمد مدنی مدظلہ کے مکتوب گرامی کو پڑھیں گے جو انھوں نے میری امیری کے دوران والدہ محترمہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ سید محمد شمشی

محترمہ محترمہ والدہ صاحبہ : تسلیات

میں بخیر و عافیت رہ کر سب کی خیریت و عافیت کا نیک خواہاں ہوں آپ کا وہ گرامی نامہ میری نظروں سے گذر چکا جو آپ نے حضرت اماموں جان صاحب قبلہ کے نام صورت رکھتے پتہ پر روانہ کیا ہے۔ جہاں اس سے یہ معلوم ہوا کہ عربی سلمہ کی تاریخ ۱۲ رجب متعین ہو چکی ہے۔ وہیں یہ خبر بھی ملی کہ شمشی سلمہ کو اس کشاکش کے نتیجے میں جو اسی کی کھچ ہوئی کتاب نے شیعہ دینی کے مابین ظاہر کر دی ہے۔ جیل میں ڈال دیا گیا ہے اب میں یہ نہیں عرض کر سکتا کہ جب تک آپ کو میرا یہ خط لے اس وقت تک صورتحال کیا ہو۔ ————— ہاشم کو جیل میں کیوں ڈالا گیا ہے؟ اس سوال کا مختصر جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس نے شیعوں کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ نیز شیعوں کے رد میں ایک بے نقول عنوان شمس الحق صاحب لے لا جواب تقریر کی۔ ————— الحاصل حق کو دافع اور باطل کو مدمر کرنے کے سزا موجودہ وقت نے جیل تجویز کر دی ہے لیکن ہے کہ آپ کے ذہن میں ہاشمی سلمہ کا جیل جانا خاندان کی رسوائی کے مترادف ہو لیکن یقین کیجئے میں اس کو خاندان کی سرفرازی و سربلندی تصور کرتا ہوں۔ چوری، دیکتی وغیرہ کر کے جیل جانا رسوائی مندوب ہوتی لیکن حق کی حمایت میں جیل جانا رسوائی نہیں بلکہ سُرخ روئی ہے اور میں اس کو۔ بلندی کیوں نہ کہوں جب کہ یہی ہمارے بزرگوں کی سنت نظر آ رہی ہے حضرت ربیع انصاری جیسی جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہستی کے باقرہ کی تھکڑیاں اور پرکی

بڑیاں آج بھی ہیں یہ بتا رہی ہیں کہ یہ تھکڑی اور بڑی وجہ رسوائی نہیں بلکہ ہاسر نازی ہے حق کے لیے کیا کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ امام اعظم اندام جیل سے جا کر پوچھے کوئی۔ علما سے اسلاف کی گراں قدر جماعت سے دریافت کرے کہ ہلاک شدہ ترین منزل نے کیا یہ سچی نہیں دیکھ حق کیلئے گردن کٹا کر بھی انسان سرفراز رہتا ہے؟ یہ اشارے میں لے کر اسی لیے کر دیئے ہیں تاکہ آپ کچھ لیں کہ ہاشمی سلمہ کا اس چھوٹی سی عمر میں اتنا حق اور ابطال باطل کی پاداشی میں جیل جانا ہمارے خاندان کی ایک بے مثال تاریخ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے نزدیک یہ چیز پورے خاندان کے لیے سرمایہ افتخار ہے یہ قصورات ہیں جن کی بنا پر میں ہاشمی سلمہ کے جیل جانے سے ذرا برابر بھی مضطرب نہ ہوں۔ بلکہ یہ اس کے بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے میرے لیے بھی باعث فخر ہے۔ — اس لیے کہ آپ بھی اس سلمہ پر اسی نقطہ نظر سے غور کریں گی پھر آپ خود ہی محسوس کریں گی کہ ہاشمی سلمہ کا جیل جانا اضطراب دہیہ چینی کے بجائے سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ — ہاشمی کی کتاب کو میں نے دیکھا ہے اور غور سے پڑھا ہے اگر اس میں کوئی دلائل و براہین ہے تو اسکی دلائل و براہین اس دلائل و براہین پر ہرگز نہیں بڑی ہے جو غلطی سے دانشور کے باب میں شیعوں کی تقریر و تقریر سے ظاہر ہے۔ ویسے بھی ہمیں مرتدین کی دلائل و براہین سے بچنے کی ضرورت کیا ہے جب کہ حدیث شریف نے انہیں منہ پر ہاتھ رکھا ہے۔ آپ خوش ہوں اور ہم سب کے لیے دعائے خیر کریں کہ خدا تعالیٰ ہم کو زندہ رکھے تو حق کی حمایت کے لیے اور مارے تو حق کی حمایت میں۔ — اس سعادت پر ہرگز باز نہ دیتا تا کہ بخشد خدا کے بخشنده۔

عربی سلمہ کی شادی کے انتظامات میں پورے اطمینان قلبی سے ساتھ حصہ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۴ ۲۵ اکتوبر تک میں مکان آجاؤں گا۔ فقط والسلام فانك دعا

سید محمد مدنی اشرفی غفرلہ

از: صورت

الحمد لله لوليه والصلاة والسلام على رسوله
وعلى خلفائه وازواجه واصحابه وعترته ولعنته الله على
منكروخلانته خلفائه ولما هارة ازواجه وفضائل اصحابه و مناقب
عترته نور خدا اپنے کہ کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا،

کون نہیں جانتا کہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا نورانی
سلسلہ اس لیے جاری کیا گیا تھا کہ کفر کے گھاٹو پ بادل اور شرک کی کرکٹ
ہوئی، بجلیاں ختم ہو جائیں اور ایک ایسے سکوں ریز چمن کو جنم دیا جائے جہاں
نبوت کی شاخوں سے توحید کے ترانے چھوئیں جو اپنے اندر ایسی دنیا رکھتا ہو کہ ہر
دنیا کو بھلا دے اور رشتہ حیات کو خدا سے جوڑ دے اور فرزندان توحید کی قطاریں
لاکے کھڑ کر دے۔ انھیں مقامہ کے پیش نظر انبیاء کرام مبعوث کئے گئے اور وہ مسیحا اسلام
ناتے گئے جہاں توحید کے جام پہنچتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔

قَالُوا نَحْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَاقَدَسٌ
ابْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
إِلَهُكُمْ إِلَهُ أَحَدٌ وَهُمْ لَهُ مُلْكٌ
لوئے ہم پوچھیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا
اور آپ کے آباد ابراہیم اسمعیل واسحاق کا
ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن
رکھے ہیں۔

[البقرة ۱۳۱]

یعنی جس طرح روشنی کے ساتھ اندھیرا اصل کے بالمقابل فراق ہے ٹھیک
اسی طرح یحییٰ کے بالمقابل یسوی اور ابراہیم کے بالمقابل کفر والہاد ہے، اور حق کے بالمقا
جہاں اذعَدَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ کی نورانی
اور ایک جماعت ہم کردہ راہ انسان کو جادہ حق و اعتدال کی طرف بلاتی ہے وہاں دوسری
طرف باغیان اسلام اور بد باطن لوگوں کی بھی ایک جماعت ہے جو جماعت انبیاء و اولیاء اور
مستحقین کی نہ صرف مخالفت کرتی ہے بلکہ وہ جاہ و شہمت کو برقرار رکھنے کے لیے اور
حقانیت سے نور کو اپنے لیے باعث نقصان تصور کرتے ہوئے اسی نورانی جماعت کے

اکابر کو حسبِ شمار تہ تیغ بھی کر دی۔ اور ان حضرات پر غمزدہ کوہِ اس است
کو روکا، جس سے شرک، کفر بدعت اور عیش پرستی کو ہمیں چھوٹتی رہی چونکہ خالق کا نام
نے اس جماعت کا لغارف اس انداز میں کرا پایا ہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ
اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَى
بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ أَخَذْتُمُ الْعَصَى مِنْ
بَعْدِهِ قُلْ أَنْتُمْ ظَالِمُونَ۔

تم فرماؤ کہ پہلے ان کے انبیاء کو کیوں شہید
کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا
اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ
کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا
پھر تم نے اس کے بعد بھگڑے کو
مقبور بنایا اور تم ظالم تھے۔

یہی وہ جماعت ہے جو از آدم تا اسی دم صداقت اعدائت، سنی دلت
اور سیاست سے ہر سربیکار رہی۔ اس کی چہرہ دستیاں اتنی بڑھ گئیں کہ یہ انبیاء اور
صالحین کے خون سے پوٹی کھینچی رہی۔ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی جماعت
آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہی۔ اس جماعت نے سرور کائنات کے پردہ فرماتے
کے بعد اصحاب رسول میں بھوٹ ڈالنے کی اپاک کوشش کی۔ اس جماعت کے ایک
فرد نے افضل البشر بعد الانبیاء والمصلین امیر المؤمنین
سیدنا امام مظلوم فادوق اعظمؑ کو شہید کیا۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے
کعبۃ اللہ کے حج کے بہانے مدینہ الرسول کو عثمانی خون سے دھون بنا دیا۔ اس فرقت
سیدنا امام حضور حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حمایت کا دعویٰ کیا اور بے وفائی کی بنیاد ڈالی
حضرت کو مدینہ الرسول چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور کوفہ میں لے جا کر شہید کر ڈالا۔ اس
جماعت نے حضرت امام حسن کی بے حرمتی کی اور زبردستی اہل بیت علیہ السلام سے ہٹا دیا۔ اسی فرقہ نے فاسد
رسول اطہر جگر گوشہ خاتون اور قرار جان علی رضی اور دیگر اہل بیت علی کو اپنی نصرت
کے بہانے مدینے سے ہٹا کر ہلاکی سیج سجائی۔ جہاں بھولوں کی جگہ کائنات تھے سکون و
الطمان کی بجائے کرب دے جی تھی شد آمد اور ظالم نے ٹھٹھے ٹیک دیئے مگر اس
طریق کہ ان شہزادہ خانوادہ مصطفویہ کو لا قتل و یوم المین دقتی
سبیل اللہ آموات کا مذاق بنا کر انہیں قتل کی صف میں آگے بڑھایا۔

خود کو خَیْذُ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِہُمْ لَا الضَّالِّیْنَ میں شامل کر لیا۔ میرا ایمان ہے کہ
یہ خون میدانِ حشر میں رنگِ لائے گا۔ اس لیے کہ صبح

چھوٹے رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آسمان کا

میں تک نہیں بلکہ نگہِ نازِ مصطفیٰ کے ارشادوں پر ٹٹنے والے حوصلہ مند
مریدانِ شمعِ رسالت کے پردے نے جنہیں قرآن نے صدیقین شہداء اور صالحین جیسے بہترین
لفظ سے یاد کیا۔ ان غلامانِ مصطفیٰ کو قلعِ فتح آسمان کے گرد لے گیا۔ سلطانِ ابدولیا حضور
غوثِ الاعظم کے سکوں پر چین یعنی بغداد کی مقدس دُکبَر سر زمین کو تباہ و برباد
کرنے کے لیے اس کے اسلامی ماحول کو ختم کر کے الحاد و بیخوشی پرستی کو تقویت پہنچانے
کے لیے ہٹا کر اس پر حملہ کرنے کی دعوت اسی گروہ نے دی۔ پھر کسی پر اکتفا
نہ کیا بلکہ اسلام کی مقدس اور بلند پایہ تعلیمات اور تاجدارِ دو عالم کی ہدایت
میں کچھ کس قسم کے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیے جن سے حقائقِ اسلام کو سخت زخم
اور اخوت کو غیر معمولی ٹھیس پہنچی اور وہ ہمیشہ کے لیے شیعہ کی منافرت کا سدا
بہارِ گلشن بن گیا۔ قرآن پاک کو بازیکر عثمان یا حنیفہ عثمانی قرار دے کر تحریف شدہ
نامکمل اور ناقص ثابت کر کے دینِ دُغین کو بدلنے کی ناپاک کوشش کی۔ تعمیر کے
بجائے تخریب کو اپنایا توحید کی جگہ کفر و شرک اور بدعت کو اعلیٰ سے لگا کر احب رسول
و اہلبیت کو اسہارے کر اہلِ ائمہ اصحاب کا مذاق اڑایا، محبت علی مرتضیٰ کی ٹھنی ٹکا کر
یہودیت اور زرتشتیت کی تبلیغ شروع کر دی۔

یہ اعجازِ اسلام نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ اس نے ایک ایرانی شیعہ سے
کہا دیا کہ !

ایرانِ ایرانیانِ قدیم کہ دینِ زرتشتی قدیم ایرانیوں کا مذہب جو کہ زرتشت
بود بچے از سادہ ترین و طبعی ترین مذہب تھا۔ بہت سادہ اور قدرتی
مذہبِ راست۔ فلسفہٴ این دینِ آلِ مذہبوں میں سے ایک ہے اس دین کا
قدردانِ دشمنِ دسادمہ بودہ است فلسفہٴ استوارکشن اور سادہ رہا ہے
کہ بہ حقیقتہً گروہ ہے از علماء و فلاسفہ کہ علماء اہل فلسفہ کے ایک گروہ کا عقیدہ
دوستِ خواہرِ ہمسہ کہ این دین اور ہے کہ ایک دین ایسا آئے تھا کہ دنیا

طرف ہمہ منتہائے دنیا قبول تولد کی تمام قوتیں اس مذہب کو قبول
شد۔

اساس این دین چنین است کہ خداوند اس مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ خداوند
(آپورا امزدا) دو عنصر آفریده آپورا امزدا نے دو عناصر پیدا کئے
کہ یکے عنصر نیکی و روشنائی است ایک عنصر نیکی اور روشنی ہے اور
دیزدان نام دارد و دیگرے عنصر اس کا نام یزدان ہے اور دوسرا عنصر
بدی است کہ اهرمن نام دارد۔ بدی اور تاریکی ہے اس کا نام اهرمن
یزدان و اهرمن باہم در زد و خیزد یزدان اور اهرمن ہمیشہ ایک دوسرے
ہستند و در انجام کار یزدان فیروز سے لڑتے رہتے ہیں۔ آخر کار یزدان
شدر و کے زمین زابانیکی و پاکی و جیت جائیگا اور نیکی اور پاکیزگی
روشنائی پر خواہد کرد۔ چنانچہ اس دنیا کو بھر دیگا۔ اسی لئے
کہ بعقیدہ اشعیان امام دواز دہم ہم شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام
مہدی صاحب الزمان ظہور کردہ و دواز دہم مہدی صاحب الزمان ظہور
ہیں کار و انجام خواهد بدیں جیت کریں گے اور اس کلمہ کو سر
است کہ واپس دین سب آفتاب انجام دیں گے۔ اسی وجہ سے اس
د آتش کہ بزرگ ترین منج روشنائی مذہب میں سورج اور آگ کو جو کہ
ہستند اجمیت زیادہ دارہ شدہ نور کا بڑا منہ ہے بہت زیادہ
است۔

مزید فرماتے ہیں:

یہ آتی این فلسفہ دین زرتشت آن سچ تو یہ ہے کہ نور تفت کے دین
قد سادہ و آل قدر عالی و حقیقی است۔ کا فلسفہ اقیانوسادہ اور انست
کہ اگر تمام افراد بشر ازاں پر دی ہند اور سہیا ہے کہ اگر تمام انسان
یکہ دند۔ زمین ارشک بہشت اس پر چلیں تو ہماری دنیا زکک بہشت
بریں می شد۔ بریں جن جگہ۔

از کتاب اشاعشری شیعہ نقلی روسہ میزان ص ۱۴۴

بحوالہ توحید حصہ دوم صفحہ ۱۰۹۷

کیا ناظرین نے نہیں سمجھا کہ ظہور امام غائب ایسی طور کہ غیب کبریٰ کا دامن چاک کر کے بے پردہ ہو جائیں گے۔ دراصل اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ مذہب زرتشت کا نظریہ ہے تو ظاہر ہے کہ امام غائب کی بارے میں ایسا فاسد اور بے اصل عقیدہ اس کا ہونا گویا اصولی طور پر شیعوں کا مذہبی تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشتیت سے ہے اور اس لیے اس زرتشتیالہ صد ہزار جوابات کے باوجود صفحہ قرطاس پر یوں متعلق ہو رہی گیا۔ (م) جس کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشت سے ہو گا۔

برائے ابن فلسفہ دین زرتشت سچ تو یہ ہے کہ زرتشت کے دین کا آں قد سادہ و آلف قدر عالی و حقیقی فلسفہ اتنا سادہ اور اتنا بلند اور سچا است کہ اگر تمام افراد بشر ازاں سچے کہ اگر تمام انسان اس سچے پیر کی گردن زدین مار شک بہشت تو چھاری دنیا ر شک بہشت بریں می شد۔

غور فرمائیے کیا اصول بدینے کی کوشش نہیں کی گئی؟ کیا اسلام کو چھوڑنے اور مذہب زرتشت کو اپنانے کا شورہ نہیں دیا گیا؟ کیا توحید باری کا مذاق نہیں اڑایا گیا؟ میرا معاذ حق ہو گیا کہ داخلی ان مضامین نے ہمیشہ اسلام کو دھچکا پہونچانے کی کوشش کا کام کی ہے۔

کیا شیعیت آل یہودیت بھی ہے؟ آئیے اس کا بھی جواب کسی شیعہ تلمکار سے ہی حاصل کریں۔ چنانچہ ایک شیعہ مہتمم فاضل امر آبادی اپنی تعریف منبع المقابل میں لکھتے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں (بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا۔)

اسلام آیا اور علی کا محب بنا۔ وہ اپنے یہودیت کے زمانے میں یوشع وہی موسیٰ کی نسبت غلو کرتا تھا۔ پھر اسلام لانے کے بعد اور رسول خدا کی وفات کے بعد علی کے بارے میں ایسا خیال رکھنا تھا اور وہ پہلے شخص ہے جس نے فرضیت الماسیت علی کا اعلان کیا اور ان کے

اعداد سے تراکیا۔ علی کے مخالفین کو برا کہتا تھا اور ان کو برا
کہتا تھا اور ان کو سافر قرار دیتا تھا۔

(آفتابِ ہدایت ص ۲۹۹) و توحید حصہ دوم ص ۱۱

اس سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا۔ ۲۔ صرف حب علی رضی بنا۔ ۳۔ وہ جس طرح کی
کوسنی کے ساتھ غلو کرتا تھا۔ بعینہ اس نے وہی حرکت حضرت علی کے ساتھ کی گویا اسی
پر اسلام لانے کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوا۔ ورنہ عادات قدیمہ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو
غلو سے باز رکھتا۔

۴۔ فرضیت امام علی خلفائے ثلاثہ اہل بیت اور دیگر اصحاب رسول پر تبرہ
بازی کی گواہی اور ان بزرگ ہستیوں پر تکفیر کی ابتدا اسی یہودی کی ذات
سے ہوئی۔ آپ سبھی حضرات جانتے ہیں کہ سرور کائنات نے تکمیل دین کے
بعد پردہ فرمایا۔ اور تمام بنیادی عقائد کو مرتب فرمانے کے بعد آنکھیں
بند کیں۔ اور فاضل اشتر آبادی فرماتے ہیں کہ ۵۔

”اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامت علی کا اعلان کیا اور
ان کے اعداد سے تراکیا۔ علی مخالفین کو برا کہتا تھا اور ان کو سافر قرار دیتا
تھا“

الحاصل عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ فرضیت امامت علی کا اعلان
ہوا۔ نہ تبرہ بازی کی مجلسیں آراستہ و پیراستہ کی گئیں۔ اور نہ ہی دغا داران
مصلحت پر کفر کے گولے برسائے گئے۔ بلکہ ان تمام خرافات کا موجد عبد اللہ
ابن سبا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیعتے رسول کا لایا جو ادین نہیں بلکہ عبد اللہ
ابن سبا یہودی کی اجتہادی کوششوں اور اسلام کو مٹانے کے لیے اس کی ذہنی
کوششوں کا نتیجہ علی ہے۔

جب یہ بات طشت از باہم ہو گئی کہ یہ دشمنان اسلام فی الواقع
اسلام کو خرب سے بکنار کرنے کے لیے ہی آئے دن چھید گدال پیدا کرتے
رہے ہیں تو ایسے ذرا اکل کا جائزہ لیں کہ حرم الحرام میں کتنی غیر شرع

باتوں کو پیدا کر کے صورت اسلام کو سخی کرنے کی نازیبا حرکت کی؟ اور بنام
حسینؑ انھوں نے کتنا دھار حسینؑ کو دھچکا پونچا دیا؟

شبیہ ذوالجناح

لغات عربیہ کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ شبیہ کا ماخذ
شبہ ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں -

الشبه واشبیہ سقیقتما فی المماثلة من
جسمه الکلیفۃ کا تلون و الطعد و
الالۃ و الظلم (مفردات الام راغب ص ۲۵۲)

یہی اس سے معلوم ہوا کہ مشبہت، تشابہ اور مشبیہ وغیرہ شبہ سے
اخذ ہوئے اور کسی چیز کا شبہ وہ ہے جو بلا لحاظ کیفیت اس کے مانند ہو۔ نیز
ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

”اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ
نہ انھیں قتل کیا اور نہ صلیب ہی دی گئی بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے (از سورہ فاطر ص ۱۵۶)
اب آپ غور فرمائیں کہ اصل کو چھوڑ کر سایہ کو پکڑ لیا سانپ کے گزر
جانے کے بعد بیکر پیٹا کہاں کی دانشمندی ہے۔ اسی شبہ کو کے چکر میں پڑ کر ہر
شیعہ جیسے کھارہا ہے۔ لیکن چشم مومن سے خون سے آنسو اس وقت ٹپکنے لگتے ہیں جب
اس چکر میں کسی سنی مسلمان کو گرفتار پاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات کتنی بدیہی ہے کہ جس
چیز کے اصل ہونے میں شبہ ہے وہ واجب الاحترام کیونکر ہو سکتی ہے۔ یعنی جب ہم
جانتے ہیں کہ یہ دُلہا دراصل دی گھوڑا ہے۔ جو کل بکٹوں اور تانگوں میں جوتا جاتا
ہے۔ تو اس کی تعظیم و توقیر کیوں کر قرین قیاس ہو سکتی ہے۔ دُلہا فی الواقع
کیا تھا۔ آئیے سب سے پہلے اسے سمجھ لیا جائے۔

(۱) دُلہا اس حدیث صلی
اللہ علیہ والہ و سلم سے پھر کا نام تھا۔

(فتح الباری ص ۵۸)

(فتح الباری ص ۴۱۸)

(۲) دُکُل بضم ہر دو دال غار لیشٹ دُکُل ہر دو دال کے پیش سے ساتھ بزرگ نوعیت از جانور و نام استر سفید و سیاہی اُکُل کہ حاکم اسکندریہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرستادہ دامیر المؤمنین علی بن ابی طالب برآں سواری شدہ کیا تھا اور اس پر حضرت علی سوار تھے اور غیاث اللغات ص ۲۳۵

۱۷۸

اب انظرني غور فرمائی کہ سحر و سائنات اور سولہ علی کی سواری جو کہ دُکُل یعنی خیر تھی۔ اس کو شبیہ میں گھوڑا کیے بنا لیا۔ شاید کوئی کہہ بیٹھے کہ حضرت امام حسین کی سواری میں گھوڑا ہی تھا جب حضرت امام میدان کربلا میں جو ہر شمشیر سے حید دکھلا رہے تھے تو جو ابائی حمید بن مسلم کی یہ روایت جو طبری تمام دکنال درج ہے پیش کر دیں گے۔

”اور آپ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا۔ اس کا نام لاحق تھا اس گھوڑے پر حسین بن علی کو سوار کیا۔ جب دشمن آپ سے تو آپ نے اپنی نافتہ کو طلب کیا اس پر سوار ہوئے۔“ تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم ص ۲۵۵، ۲۵۶

اس روایت نے بات بالکل واضح کر دی کہ بوقت جنگ میدان کربلا میں سرکار حسین گھوڑے پر نہیں بلکہ نافتہ پر سوار تھے۔ دوسری جگہ یہی حمید بن مسلم روایت کرتے ہیں۔

”یہ کہہ کر آپ نے نافتہ کو بٹھا دیا۔ غلبہ ہن سمجھائی کو حکم دیا انھوں نے نافتہ کو باندھ دیا۔ اب دشمنوں نے آپ پر حملہ شروع کیا؟“ (تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم ص ۲۵۶)

اب یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں اولیٰ تو اس لیے کے نقل مطابق اصل ہی نہیں۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کیوں کہ حضرت

امام حسین کی سواری خچر تھی بلکہ میدان کربلا میں اونٹ پر سوار ہو کر آپ ہاتھ میں
قرآن مجید نیکر حجت تمام کرتے گئے دشمنان اہلبیت کے سامنے تشریف لے گئے
تھے۔ کہ یہ دشمن دین و عقل کل روز قیامت پر نہ کہیں کہ ہم بھول میں تھے پس تعزیر
میں خچر یا اونٹ بڑا چاہیے تھا حالانکہ ہمیشہ گھوڑا ہی نکلا جاتا ہے۔

فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیر ص ۶۷

ان تمام علمی شہادتوں سے معلوم ہوا کہ میدان کارزار میں حضرت کے گھوڑے
کی شبیہ کیوں؟ اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا حسینؑ گھوڑے پر ہی سوار
تھے تو کیا جس شان و شوکت اور سج و سج سے یہ شبیہ پیش کی جاتی ہے یہ مطالبہ اس
حسین ہے؟ یعنی اس طور سے اس شبیہ کو کیا سیدنا حسینؑ سے اس گھوڑے سے نسبت
حاصل ہوگی جو حضرت کے زیر رکاب تھا؟ برتر نہیں اس لیے کہ وہ عربی النسل والد
یہ ہندوستانی ہونے کے ساتھ ساتھ تانگوں اور پیکوں میں سال بھر بٹھنے والا۔
کو جوان کی مار اور ڈانٹ سے پر داں چڑھنے والا، علاوہ ازیں شکل و شایستگی کے لحاظ
سے بھی زمیں و آسمان کا فرق۔ آپ دیوا اور طبع کے لحاظ سے بھی غیر معمولی فرق دیکھیں
نماظرین! ”شبیب ذوالجناح“ (دلیل) آج سونے چاندی سے مجاد بجا رہا
وطلال اور طہ طراق کے ساتھ نکلتا ہے اس کو زمین میں رکھئے۔ اور پھر غور فرمائیے
کہ آج ادھر یہ جوش و خروش اور چاندی کی چمک اور سونے کی دھبہ ہے۔ ادھر شبیب
کربلا کے جوان بھائی اور بیٹے میدان کارزار میں جا شہادت نوش فرما چکے۔ دوست
واجاب ایک ایک کر کے کٹ گئے اور ہر ایک زخم مفارقت دیتا گیا۔ ننھے ننھے اور دودھ
پیتے بچے تڑپ تڑپ کے خدا کے ہاں مدد مانے اور اسواہ ایدیار اور عورتوں
کے سرکار حسینؑ تن تہنارہ گئے ہیں۔ خدا کے سوا کوئی یا کدود دہکار نہیں۔ ہر طرف ہوسکا
عالم ہے۔ وہ شیخان حیدر کرار جنہوں نے سیدنا حسینؑ کو اپنی نصرت کے لیے بلایا تھا۔
دشمنان اہل بیت بن کر خون کے پیاسے بن چکے تھے اور لہجہ میں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں جن
سے اہل بیت رسول کا خون ٹپک رہا ہے۔ سردی پرستیں چمک رہی ہیں جو نارسہ رسول
اکرمؑ کے خون سے اپنی پیاس بجھانا چاہتی ہیں۔

MARKB.VP

کیا ایسی حالت میں شہیدینو اپنی سواری کو سرخ میلوڈریک اپ

اور سونے چاندی کے زیورات سے سجا کر نیکے پوں گے؟ کیا اس وقت ان پر ایسی
چھتری کا سایہ ہو گا۔ جس طرح آج ایک مرغ پھڑی سے ان کی سواری کی شبیہ
پر کھ جا تا ہے؟

اب آپ ہی غور فرما کر بتائیں کہ اس موجودہ ”شبیہ ذوالجناح“ کو سرکار
حسین کے گھوڑے سے کیا نسبت حاصل ہے؟ محرم! وہ گھوڑا اور ہی رہا جو کجا جو گھوڑا
سیدنا حسین کے زیر رکاب تھا۔ اس ”شبیہ ذوالجناح“ کو مثل سواری حسین کہنا
حسین کے اس مقدس گھوڑے کی توہین ہے جسے ایک حب اہل بیت گوارہ
ہیں کر سکتا۔

تعزیه اور اس کا شرعی حکم

اگر یہ مطابق اصل ہوتا یعنی شاہ بنو اتر سرکار حسین ہوتا تو کوئی مضائقہ
نہ تھا۔ مگر یہ نقل مطابق اصل نہیں۔ کیوں کہ اس کی متعدد صورتیں ہوتی
ہیں۔ تو پھر یہ ساری شکلیں ردۃ النور سے کیوں کر مشابہ اور
مماثل ہو سکتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اب جب کہ اس کے
ہمراہ کثرت سے ناجائز چیزوں کو شامل کر لیا گیا ہے جیسا کہ آپ کو
بتایا جائے گا تو پھر اس سے اجتناب دینا ہرگز لازمی و ضروری
ہے۔ تاکہ بدعتیوں سے کسی طرح سے بھی مشابہت اور یکسانیت نہ
پیدا ہو سکے۔ تاکہ دوسرے مسلمان متعاقبین کے اس قسم کی بدعت
فیجہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ فرمان نبویؐ ہے کہ ۴
التقوا مواضع التخصدۃ تہمت کی جگہوں سے بچو۔

اور بھی ارشاد عالی ہے ۴

من کان یومن باللہ والیوم جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنا
الآخر فلا یقفن موافق التخم ہے وہ نہت کا جگہ نہ بیٹھے۔
اور ظاہر ہے کہ تعزیہ بنانے اور گھر میں رکھنے سے خواہ مخواہ

دردوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ کہیں یہ شخص کسی بدعتی گروہ سے تو نہیں ہے جو دغا داران مصطفیٰ پر تبرک کیا کرتا ہے جن کا قرآنی لقب صدیقین شہدار اور صالحین ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

”سہو لہو یا قسم یہ ہے کہ کسی چیز کی صورت کو بعینہ اصل چیز کا حکم دینا۔۔۔ اور شیخ گروہ میں یہ دھم غالب ہے کہ حضرات حسنین و حضرت امیر و حضرت فاطمہ زہرا کی یہ فردں کی صورت بناتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ قرین مصنوعی انوار الہی کی جگہ ہیں۔ ان کی بہت تعظیم کرتے ہیں بلکہ ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں۔ منقش گدازوں کو لے کر نمازوں کی طرح ان کے ارد گرد گھومتے ہیں اور خوب شرک کی داد دیتے ہیں۔ عقل مند کے نزدیک بچوں کے کھیل اور ان کی ایسی حرکات میں کچھ فرق نہیں۔“

الٰہی اصل صرف نقلِ روضہ مطابق اصل میں کوئی شرعی قباحت نہ تھی۔ مگر اس کے ساتھ دیگر بدعات تبیمہ اور افعال غیر شرعیہ کی آمیزش نے تعزیر داری کو نہ صرف بچوں کا کھیل یا کار سے جھڑپ جہالت بنا دیا بلکہ خلافِ شرع کر کے مطلق حرام قرار دینے پر علماء اسلام کو مجبور کیا۔ کون نہیں جانتا کہ علم کوئی بھی ہو اس کا حاصل کرنا جائز ہے لیکن بعض وقت اس سے چول کہ میرے اور غیر اسلامی نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ لہذا اس کی تحصیل ممنوع قرار دے دی جاتی ہے۔ مثلاً علمِ سحر اور علمِ کیمیا وغیرہ۔ اسی طرح محفل و مجلس اور لوگوں کا کسی خاص مقام پر مجتمع ہونا قطعاً جائز ہے۔ مگر مجالس سینما و سرکس اور محافل تماشہ وغیرہ مخالفتِ شرعیہ پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز و حرام ہے۔ بایں طور نفس تعزیر یعنی نقلِ روضہ مقدسہ جائز و روا ہے۔ لیکن اب بے

پناہ بدعات و خرافات پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز و حرام ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی کہ آج کوئی ہندوستانی تعزیرہ دار جس نے کربلا کی معلیٰ کی مقدس اور قبرک سرزمین کی زیارت نہیں کی اور نہ خواب میں شرف دیدار رؤفہ حسین سے مشرف ہوا اس کا بتایا جو تعزیرہ مطالبی مزار اور مشاہیر و فضلاء انور کیسے ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ ان دیکھی چیزوں کی نقل کا مطابق اصل یقینی طور پر ہونا محض وہم و خیالات ہے۔ اور یہ امر علماء اسلام کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ اگر تعزیرہ مشاہیر مزار نہیں ہے تو پھر اس کا بنانا بھی جائز نہیں۔ چہ جائیکہ گھانا نیز روافض اور دشمنان قرآن و اہل بیت کو تقویت پہونچانا جائز ہو۔ معاذ اللہ

تعزیرہ اس لئے بھی ناجائز ہے کہ شرک و کفر اور اولیاء اللہ کی تقدس اور منور قبروں کی توہین کا ذریعہ بنتا ہے۔ کیوں کہ بعض عقل سے سپید حضرات اس کو سمجھہ کرتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکل کشا خیال کرتے ہیں اور بعینہ اولیاء اللہ کے قبور کے مثل اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں و دود و سلام کے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں اور جو اس کی تعظیم و توقیر نہ کرے اس سے لڑتے اور جھگڑتے ہیں۔

قرآن خود تو فرمائیے کہ کیا مسلمان انھیں ان خیال غیر شرعیہ اور بدعات شعیہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ کیا وہ خلقت اجمعہ و اکافین اکلہ لیسجدون (میں نے انہیں اور جن کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) سے ہی مفہوم ہوتا ہے؟ کیا مقصد حیات یہی ہے کہ منہجی تعزیروں میں اولیاء اللہ کے وجود کا عقیدہ بنا کر اکلہ لیسجدون کا خوف علیہم ذکر کنند بخیر و صفا سے تسخیر کیا جائے؟ اور ان تقدس آب ہستیوں کے مزارات کا مذاق عقیدت و محبت کی ٹٹی لٹکا کر اڑایا جائے؟ کیا جاہل زیست ہی مسئلہ ہے کہ انہیں کی تیلیوں سے ساختہ تعزیرہ پر مقدس جبین مومن جھکا کر اسلام کے تصورائے کو مجروح کیا جائے؟ کیا مسلمانوں کی یہ سچ فہمی اور بے عملی اس کے خرمین حیات پر برقی باریاں نہ کریں گی؟

میرے دوستوں! پھر جود و خواہیدگی کیوں طاری ہے؟ تم تو بنگانے کے لئے اور اقوام خوابیدہ کو بیدار کرنے کے لئے نیز کارہائے رسالت اور ارشادات

سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت کے لئے پیدا کئے گئے تھے مگر انھوں نے خود خراشے بے رہے ہوئے۔ تم تو گلشنِ اسلام میں اپنا آشیانہ بنانے کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔ لیکن مدافعوں خوفِ صیاد و خزاں نے تمہارے حوصلے توڑ دیئے۔ تمہیں تو اس طرح ہونا چاہیے تھا کہ یہ

ادھر تو صیاد کو یہ ضد ہے یہی میں کوئی قدم نہ رکھے

ادھر ہمارے دیوارے بنائیں گلشن میں آشیانہ

شاہد تم نے باطنِ فطرت، آشکار قدرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ جاگ جاؤ راجھ پڑو، اب بھی سویرا ہے۔ چلو دنیا کے توہم پرستی میں آگ لگا دو۔ قدامت پرستی کا سپار لے کر پیٹنے والی خرافات و بدعات کو جڑوں سے اکھاڑ پھینک دیں۔ چاہے ہمیں موت کے دہانے پر کھڑا ہونا پڑے یا اذیتِ حسین کو عملی طور پر ہمارے ساتھ بھی دہرا دیا جائے۔ اور یقیناً جین دی ہے جو دنیا کے فسق و فجور میں آگ لگا دے۔ اس لئے ہمارے عزائم بھی یہی ہونے چاہئیں کیوں کہ یہ

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے

اسلام زخمہ ہوتا ہے ہر کمر بلا کے بعد

تقریباً اس لئے بھی ناجائز و حرام ہے کہ اس میں فضول اور ناجائز طریقے پر مال کو ضائع کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ جب یہ تعزیر نکلتے ہیں تو پوری دھوم دھام سے تاشے باجے بجتے اور طرح طرح کی گرم بازوی کرتے نکلتے ہیں۔ ٹٹ کھٹے اور سوخ عورتوں کا ہر سو ہجوم اور شہوانی میلوں کی پوری رسوم اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال کہ خود ساختہ اور بنائی ہوئی تقویوں، بیعت اور اصلی شہداء کو بلا رضی اللہ عنہم کے جنازے ہیں۔ پھر کچھ لوٹ بار، نوچ تار اور باقی توڑ تار کو دفن کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک طرف ناموسی اہل بیت اور وقارِ شہداء کو بلا رضی اللہ عنہم کا مذاق و تمسخر ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف سال لاکھوں اور کروڑوں روپیہ غریب مسلمانوں کی جیب سے نکل کر زمین پر اپنی طاقت کے سبب دفن ہو جاتا ہے۔

سکاش یہ روپیہ غریب پوری اور حصولِ بہشت کے شرف ہوتا۔ سکاش رھائے الہی

اور مرضی مصطفیٰ کو حاصل کرنے میں خرچ ہوتا۔ کاش عارس اسلام کو قائم اور دائم رکھنے میں خرچ ہوتا۔ کاش اسلامی کاروبار میں صرف ہوتا جو کہ خدا سے ذوالجلال اور رسول پر جمال کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

مسلمانوں! ذرا مجھے بتاؤ کہ تم نے اتنے وقت کبھی یہ سوچا کہ شاید پڑوسی میں کسی کے گھر آگ نہ چلی ہو۔ ممکن ہے کہ اس وقت کوئی بھوسا ہو نہکا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی پڑوسی شکار گردش دروا اور محروم رحمت ہاراں ہو۔ یہیں تم نے ہرگز نہیں سوچا۔ اس لیے کہ اگر سوچتے تو یہ بنا کہ صرف بے جا خرچ کر لے والے نہ بننے بلکہ پہلی فرصت میں دکان کی اعانت اور مدد کر کے عزاء اللہ وغنہ الرسول اچور ہوتے ہیں۔

میرے مولا! کیا تاجدار دو عالم نے مصائب و آلام اس لیے برداشت کیا کہ قوم مسلم حق و باطل میں امتیاز و فرق نہ کر سکے؟ کیا صدیق اکبرؐ نے منکرین زکوٰۃ کی دھیلا اس لیے اڑائی تھیں کہ قوم فریفت عبادت سے نا آشنا رہے؟ کیا فاروق اعظمؓ نے باغیان اسلام کی گردنیں اس لیے مروڑی تھیں کہ قوم اخلاق حق اور البطلان باطل سے پھر واپس نہ آئے؟ کیا عثمان ذوالنورینؓ نے مدینہ الرسول میں خون بہا نہ اس لیے پھند نہ کیا تھا کہ وقار کو چھڑ بھوبہ کو دل میں جگہ نہ دی جائے؟ کیا حیدر کرارؓ نے فقر و فاقہ کو گلے اس لیے نہ کیا تھا کہ قوم نفس پرستی میں مبتلا ہو جائے؟ کیا کر بلا میں حسینؓ نے گردن اس لیے نہ کٹوائی تھیں کہ قوم میں حق و جور سے نفرت نہ پیدا ہو؟ یہیں پر گز نہیں، ان حضرات بزرگوار نے اس لیے قربانیاں دیں کہ قوم حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھے۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے اور پر جان شمع رسالت نیا رہے۔

مستدعی

اس کے بارے میں ایک شیعہ فاضل کے ایک اقتباس کو پیش کر دینا ساف بکھتا ہوں جس میں اس نے حقیقت سے کام لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سید اکبرؑ کبھی کبھی ان حضرات کے قلم سے بھی سچی بات نکل پڑتی ہے۔ چنانچہ فاضل رضی الرحمن بن سید علی الحائری شیعہ لائبریری نے اپنی کتاب "الذی" پر اس کی تعریف کی ہے۔

”ہندی کی رسم بھی مذہب حق میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے کیوں کہ
قاسم بن حضرت امام حسین علیہ السلام کی رسم عروسی میں یہ ہندی کی رسم جاگزا
اور قائم کی گئی ہے۔ قرآن پاک یا اکی حدیث صحیحہ میں قطعاً اس کا ذکر نہیں
نہیں آیا ہے۔ نہ عقد عروسی قاسم ذکر کریں کر بلائے معلیٰ میں ہونا وارد ہوا
ہے۔ علماء مجتہدین عراق و ہند کا اتفاق ہے کہ کربلا میں عروسی قاسم
کا کریں ذکر نہیں ملتا۔ پس شرع اسلام میں جس چیز کی کوئی بھی اہمیت
نہ ہو اس کو مذہب بنا لینا گناہ ہے۔“

ایک غیرت دار مسلمان کے لئے یہ چلو بھراپانی میں ڈوب مرنے کی بات ہے کہ
اس ہندی کو شیعہ مولوی بھی گناہ ہے اصل اور خلاف قرآن و حدیث کہہ رہا ہے مگر
ایک سنی ہے کہ ہر سال ہندی بناتا ہے۔ گھٹا ہے اور گناہوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ یہ
میرے دوست کہاں گئی تمہاری غیرت کہاں بیچ دیا اپنی سمیت دینی کو کیا یہ شرم کا مقام نہیں
کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں کہ تم تعزایہ داری کے شوق میں استغرائے کر شیعہ بھی تم
سے نفرت کرنے لگا۔ اور تم اس شیعہ فاضل کے نزدیک شہنشاہ عالمی و فاجر ہو گئے۔
للہ خدا سے ڈرو، دامن رسول کو قھام کر امحاب رسول کی زندگی کو پائو، عین
حدیث ثقیلین کے علی نمونے بن جاؤ اگر تمہارے ایک ہاتھ میں دامن قرآن ہو تو دوسرے
میں دامن اہل بیت اس لئے کہ کون نہیں جانتا کہ اہل المؤمنین حضرت علی حضرت فاطمہ
اور حضرت حسین کی عبارت و پاکیزگی اور ان جمیع حضرات کے محفوظ علی الخطا ہونے پر آیت
تفسیر دلیل قطعی ہے اور جب ہم ان حضرات برگزیدہ کا اتباع کر دے تو تمہاری زندگی
ایک کامیاب زندگی ہوگی۔ اور پھر تمہارا حشر حدیثین یا شہداء یا صالحین کے ساتھ ہوگا
اور یقیناً یہی دولت اخروی بھی ہے اور ذریعہ نجات بھی۔

رونا اور ماتم!

کیا غم حسین میں رونا حرام ہے؟ آئیے اس بات کی تحقیق کی جائے
محترم رونا و ماتم کا رونا ہے۔
۱۔ فطری ۲۔ غیر فطری۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ رونا

ایک قدرتی اور فطری امر ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ شب بھی روتا ہے اور جب وہی سفر آخرت اختیار کرتا ہے تو اس کے پس اندازان رونے ہیں۔ مصائب و آلام کے پیچھے چلے بھی رونے پر مجبور نہ دیتے ہیں اور آل و اولاد کی کم نظری اور نالائقی بھی نہ لادتی ہے۔ اور بعض دفعہ تو خوشی سے بھی آنکھیں پر نہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہی ردنا جو کہ مطابق فطرت ہے جب ریا، دھوکہ اور فریب دہی کے لئے ہوتا ہے۔ تو غیر فطری ہو جاتا ہے۔ تب اس پر فطری رونے کے احکامات صادر نہیں کئے جاسکتے جیسا کہ قرآن پاک ذیل کی آیات میں اشارہ فرماتا ہے۔

وَجَاءَ وَابَاَهُمْ يَاشَاعَ اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس
يَسْكُوتُ (سورہ یوسف) روتے ہوئے آئے۔

اور بھی ارشاد فرماتا ہے :

وَقَالُوا لَا تَنْفِرْ فِي الْحَرِّ ط اور بولے اس گرمی میں نہ نکلو تم،
قُلْ نَادِ جَهَنَّمَ حَرًّا كَوَسَا فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت
نَوَافِقُهُمْ هَ فليضكوا قليلا گرم ہے۔ کسی طرح انہیں سمجھ
وَلْيَكُفِّرُوا بَعْزَاءُ مَا كَانُوا بِهِنَّ اور بہت رد نہیں۔ بلکہ اس کا
يَسْكُوتُ (سورہ توبہ ص ۲۸) جو کہاتے تھے۔ سورہ توبہ ص ۲۸

آیت اول میں ایک جلیل القدر نبی کے عاجز اولاد اور ایک عظیم المرتبت نبی کے بھائیوں کا ذکر ہے کہ ان حضرات کا رونا دراصل فطری نہ تھا۔ ملاحظہ ہو حاشیہ مقبول ص ۳۷

آیت ثانی میں منافقین کو زیادہ رونے کے لئے کہا گیا، تاکہ وہ اپنے عمل سے جو انہوں نے جہاد میں نہ شریک ہونے کے لئے کیا۔ اس کا فیاضہ بھگتیں۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں کسی مومن کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ ہر وقت رونا ہی رہے اور یاد الہی سے غافل ہو جائے۔

ذرا آپ اپنی روزمرہ کی زندگی پر ہی ایک ایسی روشنی نہرو ڈالیے اور

خود فرمائیے کہ اگر آپ کا نورِ نظر خست ہو جائے تو رات و رات ہی روتے رہیں تو کیا
 آپ یا آپ کا خاندان اسے اچھا اور خوب سیرت سمجھے گا؟ آپ کی رفیقہ کلمات
 جس کی محبت میں آپ گرفتار ہیں۔ اور حق المقدود اس کی ناز برداری بھی کرتے رہتے
 ہیں۔ لیکن اگر وہ ہر وقت روتی صورت بنا کر بیٹھی رہے اور سیدھے منہ آپ سے بات بھی
 نہ کرے یا گفتگو سے پہلے ہمیشہ گریہ و زاری اور آہ بکا شروع کر دے تو
 باوجود اس کے کہ آپ اس کی محبت میں سرشار رہیں اس سے لذت کرنے پر
 مجبور ہوں گے۔ اس لیے کہ ہر وقت کا رونا غیر فطری ہوا کرتا ہے۔ الحاصل فطری
 اور غیر فطری رونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

رونا قرآن کی روشنی میں!

قرآن میں جس رونے کی اجازت ہے۔ اس میں خشوع اور خضوع
 ہے۔ نہ کہ ریا، تقصیر اور بناوٹ۔ اس سے پیشتر جو آیات میں نے
 پیش کی ہیں۔ وہ تقصیر اور نہ امت کے رونے سے متعلق تھیں۔ اور جو خشوع
 و خضوع سے متعلق ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

وَيَخْشَوْنَ كَلَامَ رَبِّهِمْ
 وَيَسْتَمِعُونَ دُعَاءَهُ
 [یٰ اسرائیل]

اور ٹھوڑی کے بل کرتے ہیں
 روتے ہوئے اور یہ قرآن ان
 کے دل کا جھکا بڑھاتا ہے۔

اس لیے کہ جس رونے میں خشوع اور خضوع یا عاجزی و انکساری
 نہ ہو۔ وہ رونا کس کام کا؟ گویا وہ سجدے میں روتے ہیں ملک کو
 و ممالک اور خالق ہر دو جہاں کے حضور عجز و انکساری سے گریہ کر کے
 معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ انتہائے تذلل اور غایت خضوع کے
 ساتھ رب الارباب کی بارگاہ بے کس پناہ میں رحم کی بھینک مانگتے
 ہیں۔ اپنے کئے پر پتہ چھتاتے ہیں۔ اور پھر اس طرح خشیت الہی قلوب
 مومنین میں استقامت اور فروغ پاتی ہیں۔

اب ذرا دیکھا ہے کہ خداوند عالم کو کیا وہ رونا پسند ہے۔ جو رونا یاد اور بے صبری کے بطن سے پیدا ہوتا ہے۔ ہر شاہ دربان ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ قَدْ أَنَا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ
اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے وہ جنہیں کوئی مصیبت پہونچے وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اور بھی ارشادِ عالی ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا
اٰمَنُوْا اٰیَا لِّصَبْرِیْ وَالصَّلٰوٰۃِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ
اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مجھے خبر دے کہ تم صبر اور نماز کے ساتھ لقیاء اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

الحاصل قرآن کا مزاج یہ ہے کہ جب کسی مسلمان پر شدائد اور مظالم کی بارش ہو یا جب اس پر مصائب اور آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور تکالیف کے بھنور میں پھنس کے رہ جائے تو اس وقت اس بندے کو صبر و شکر سے کام لینا چاہیے۔ نہ کہ غیر فطری اشکباریوں سے صبر و استقامت اور تاز سے مدد مانگے۔ نہ کہ وحدانیت کی ٹھائیں لٹا دیا یہ کہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔

گویا مصائب کے بہیم حے سے متاثر ہو کر دامن صبر و ضبط کو چھوڑنا یا مطلب براری کے لیے غیر فطری رونا غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک سمجھ کر استغاثت بالصبر والصلوة سے پرہیز و اجتناب کرنا مزاج قرآن کے خلاف ہے۔

رونا احادیث السنن کی روشنی میں

مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب احادیث سے چند احادیث کے ترجمے مذکور ناظرین کو متوجہ ہوں۔

۱۔ "روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

من الايمان بمنزلة الراس سر کے بجائے ہے جب سرٹ جائے
من الجسد فاذا ذهب تو جسم بیکار ہو جاتا ہے، ایسے ہی
الجسد كذلك اذا ذهب الصبر جب صبر چھوڑ دیا جائے۔ ایمان جاتا
ڈھب الایمان۔ رہتا ہے۔

[امول کافی ص ۱۴] (امول کافی ص ۱۴)

امام صاحب بھی صبر کی تلقین اور اس کے فضائل و مراتب کو بیان فرماتے
ہیں گو یا دامن صبر کو چھوڑ کر گریہ و ماتم کرنا موصوف کے نزدیک زینہ کفر ہے۔
ورنہ کیوں فرماتے کہ اذا ذهب الصبر ذهب الایمان یعنی جب صبر
چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔ ذرا غور کی حضرات بزبان امام صادق
اس زمان صادق کو شیش اور مدق دل سے اسے قبول کریں مگر انوکھی بغض
مدینہ نے در صادق بھی چھڑوا دیا۔

اب یہی رسول خدا کی اس وصیت کو درج کرتا ہوں جو سیدۃ النساء
حضرت فاطمہؑ ذرا سے کی تھی۔

اے فاطمہ! داغ ہو کہ پیغمبر کے لیے شمر یہاں چاک نہ
کرنا چاہیے۔ اور ہاں نہ ٹوچنے چاہئیں۔ اور داؤلا نہ
کرنا لیکن وہ کہنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے
مرنے پر کہا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے اور میں
بہنیں کہتا کہ جو موجب غضب پروردگار ہو اور اسے ابراہیم
میں تجھ پر اندر ہناک ہوں۔

[جہانگیریون اردو جلد اول ص ۳۴]

نیز دین پاؤ یہ نے پسند معبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ !
 حضور رسول اکرمؐ نے دقت دفات جناب سیدؑ
 کیا۔ اے عالمہ! جب میں مر جاؤ اس دقت تم اپنے
 بال میری مفارقت سے نہ لو چنا اور اپنے گیسو پریشان
 نہ کرنا۔ اور داویلا نہ کرنا اور بھہر پر لوحہ نہ کرنا اور
 نوحہ کرنے والوں کو نہ بلانا۔

[جلال المیعون اردو جلد اول ص ۹۷]

۱۔ مذکورہ غیر مجہم اور واضح حوالہ جات سے مدح ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔
 بوقت صحبت دامن صبر کو چھوڑنا ائمہ سے ارشادات کو اُن کسبی کرنے
 کے مراد ہے۔

۲۔ جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ماتم
 و لوحہ کرنیوالوں کا ایمان۔

۳۔ عمر یہاں چاک کرنا، بال نوچنا، داویلا کرنا، گیسو پریشان کرنا، نوحہ کرنا
 اور نوحہ کرنے والوں کو بلانا یہ سب خلاف مزاج شریعت امام ہے۔
 کئے واضح انداز میں ائمہ عظام نے ماتم و لوحہ سے روکا ہے۔ اس کو حرام
 اور خلاف دین اسلام قرار دیا ہے۔ کیا میں نام نہاد شیعیان حید کرار سے پوچھ
 سکتا ہوں کہ جناب والائے یہ کیوں بھلا دیا کہ رسولؐ کی آخری نصیحت کیا تھی؟

پس تم لوگ نوحہ و دفع گھر میں آنا اور بھہر پر صلوة بھیجنا
 اور سلام کہنا، اور بھہر کو نالہ و فریاد دہر یہ دزاری سے آزار
 نہ دینا۔ [جلال المیعون اردو جلد اول ص ۷۷]

جس رسولؐ نے گریہ و زاری سے منع کیا ہو جس نے ناکہ و فریاد سے اپنے اصحاب کو روکا ہو، جس رسولؐ کو آہ و بکا اور اتم و لوحہ سے دل آزاری ہوتی ہو، کیا اس رسولؐ کا نواسہ، کیا اس نبیؐ کا لڑکا ان افعال غیر پسندیدہ کو محبوب رکھے گا۔ رخصت نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ جن باتوں کو حضورؐ آیہ رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے، حسینیؑ بجلال اس کو نکاتر کر دے گا۔ اسی لئے کہ جو بات مقبول بارحماہ نبویؐ نہیں وہ بات مقبول بارحماہ حسینیؑ بھی نہیں ہو سکتی۔

جزع کی تعریف کرتے ہوئے امام باقر علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں :

عن جابر عن ابی جعفر قال جابر کہتے ہیں میں نے امام باقر قلت له ما الجنحة قال سے پوچھا جزع کیا ہے ؟ فرمایا اشد الجنحة الصراخ بالويل انتہائے جزع دلی عویل کی پکار کرنا والمعويل دلهمة الوجه منہ پر لٹانچے مارنا، سیر زنی کرنا والصدد جزاء الشعور من بال نوچنا اور جس نے نوحہ و المتواصي ومن اقام النواحة اتم، کیا اس نے صبر چھوڑ دیا فقط ترك الصبر واخذ فی غیر طریقتہ : معتز ترین کتاب فروغ کافی، جلد اول ص ۱۲۱

۱۔ جس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا، اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔
۲۔ گھریاں چاک کرنا، بال نوچنا اور لاکرنا نوحہ کرنا بوقت دعا

نوحہ کرنے والوں کو بلانا، چہرہ پر طمانچہ اڑانا، سینہ زنی یعنی سینہ پر اتر کر اور غیرہ وغیرہ حرام اور خلاف شرع ہیں۔

سیکر خیال میں عقلی اور فطری پہلو اثبات احادیث ارشادات ربانی اور اقوال معصومین شیعہ ایمان ہر پہلو سے رونے اور ماتم کی بالتفصیل وضاحت کر دی گئی ہے۔ ”عقل مندان“ دا اشارہ کافی است ماننا نامتناہی آپ کا اپنا فضل ہے۔ جس کی باز پرس مصطفیٰ پر خیال کی موجودگی میں خدا کے ذوالجلال سے حضور ہوگی۔ اس مقام پر پہنچ کر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اتمام حجت کے لیے دو پیشین احادیث پیش کر کے روئے سخن کسی اور جانب کر لوں۔

سئل الصادق عن الصادق ^ع امام صادق سے کسی مومن نے پوچھا فی القلنسوة السوداء فقال کہ سالی ٹوپی پسین کر نماز پڑھا جائز لا تقصّل فیھا فانھا لباس ہے کہ نہیں، امام نے فرمایا کہ اے اهل النار وقال امیر المؤمنین پڑھے پسین کر نماز پڑھا کر دیکھو، ذیما علما صحابہ لا تبس کہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔ نیز السوداء فاما لب سب فرمایا امیر المؤمنین نے سیاہ لباس نہ پہنا خرعون۔ کہ د یہ خرعون کا لباس ہے۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۷۱ سطر ۱۷)

اس روایت میں دو ائمہ کے ارشاد ٹکرائے ہیں!

حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ کے نزدیک کالا کپڑا دوزخیوں

کا لباس ہے!

دوم : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیاہ لباس فرعون کیس ہے
 کیا خرمی حضرات نے ان ارشادات زریں کو بھٹا دیا۔ میں مصحوبیت
 ساز کمپنی کے جنرل منیر کو مخاطب کر کے یہ عرض کروں گا کہ اگرچہ یہ حدیث
 خود ساختہ اور آپ کی کمپنی کا شاہکار ہے۔ پھر بھی آپ اور دیگر ایران
 کمپنی کے لیے واجب العمل ہے۔ یوں سبب اگر ہم سیاہ لباس پہنیں تو پاکہ
 مروج نہیں مگر جناب کیوں اپنے ڈھانچے ہوئے معصومین کے فرائض سے بجا دیت
 کر رہے ہیں :

۲۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 فرمود زرا دیدم در صورت معراج کی رات ایک عورت کو
 سنگ و ٹانگہ آتش در دریش داخل جہنم می ریختا جس کی شعلہ کتے کی حتی
 می کردند و از دہانش بیرون می اور عذاب کے فرشتے اس کے
 آرد و ٹانگہ بگنہ بہاد اپنی سرد پچھلے راستے سے آگ داخل کر
 حرر نشی رای زدند۔ فاطمہ صلوٰۃ رہے تھے۔ اور آگ کے شعلے اس
 اللہ علیہا گفت اسے پدرم انجورہ بیجاری کے منہ سے نکل رہے تھے
 کہ میرت ابن زن چہ بود گفت اور فرشتے اس پر نیب کو اپنی عزت
 نوحہ کنند و حسود بود۔ سے سر پر اور نگر دن پر مار رہے

تھے۔ حضرت فاطمہ نے پوچھا۔ آبا جان
 یہ بہ نیب عورت کون سا گناہ کرتی تھی؟
 جات القلوب } جلد ۲، کتاب المعراج
 (صفحہ ۳۱۵) سطر ۲

آپ نے فرمایا وہ نوحہ اور ماتم کرتی تھی

اس سے ذیل کی باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ فوج و اتم کی سزا جہنم ہے، جہاں پر اتم کرنے والوں کو کتوں کی شکل بنادیا جاتا ہے۔

۲۔ اس عورت کے کچھلے راستے سے آگب شاید پس پئے داخل کی جا رہی تھی کہ اگر اتم کرے والا کوئی مرد آجائے تو پرانی سزا یعنی برائے دخول آتش تعین مقام میں اختلاف نہ پیدا ہو۔ اور عورت و مرد کی سزا ساری قرار پائے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ بہر حال اہل حق حضرات کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے ::

کربلا اور ماتم و قسریہ !!

قاضی شوہتری (بابا بال داد بالف) اپنی کتاب مجاہدین المؤمنین میں رقمطراز ہیں:

دبالمہ تشیع اہل کوفہ حاجت اقامت دلیل نہ دار و دستی کو فیوں کو شیعہ ثابت کرنے کیلئے ہوں کوئی الاصل خلاف اصل کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ جو دعتیہج دلیل است کو ابو حنیفہ اصل کوئی ہے جس کا سنی پونا خلاف کوئی باشند۔ اصل محتاج دلیل ہے گو ابو حنیفہ کوئی

ہی ہوں۔

ان سطور مذکور سے یہ امر واضح ہو گیا کہ ہر کوئی شیعہ ہے۔ گویا

یہ دونوں قریب قریب مراد ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے یعنی حضرت مسلم کے ساتھ کوفیوں کا برتاؤ اس کا اندازہ جلالیون ص ۵۲ اور نسخ التواریخ جلد دوم کتاب ۱۲۴ پر حضرت مسلم کے خط کے ان الفاظ سے لکھا جاسکتا ہے۔

دهو میقول لك ار جع میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں
فدارك ابی وادی باهل بديك آپ مع اہل و عیال واپس تشریف
ولا یفررك اهل الكوفة فانهم یجائیں اور کوفیوں کے دھوکہ میں
امحاب ابیک الذی یمنی خسرو نہ آئیں کیوں کہ یہ وہی ہیں جن سے
قہقہ بالموت ادا القتل ان آپ کے والد سخت پریشان رہتے ہیں
اهل الكوفة قد کذبوك اور ان کی موت اور قتل سے نجات
ولیس الكذوب راہی ر چاہتے تھے انھوں نے آپ کی بیعت
ٹوڑ دی ہے اور جھوٹے پر کوئی
بھروسہ نہیں۔

یہ مقام انتہائی حیرت انگیز ہے کہ حضرت مسلم کوفیوں کے بارے
میں فرماتے ہیں کہ یہ دھوکہ باز، دشمن علی، غدار، مفر براءے حیدر، بیعت
شکن، بے وفا اور جھوٹے ہیں۔ اور نا خدا ہے کشتی شیعہ جناب شومتری
کہتے ہیں کہ ہر کوفی شعیہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر شعیہ دھوکہ باز
دشمن علی، غدار، مفر براءے حیدر، بیعت شکن، بے وفا اور جھوٹا ہے
اختصار مانع ہے در نہ میں دکھا دیتا قاتلان حسینؑ کی چھٹی ہوئی
صور توں کو لیکن اس مقام پر مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ آیا شہادت حسین

جی اللہ عز کے بعد یہ ڈھونڈ کس نے رچا۔ اور اس بدعت شیعہ کو کس نے زندہ کی رہی اور کس لوگوں کی تگود میں یہ پردوش باقی رہی...؟
 نسخ التواتر ص ۲۴۸ اور مستح ۳۴۸ پر ایک مضمون یوں ہے کہ
 قتل امام کے بعد جب اہل نوحہ رونے اور نوحہ کرنے لگے تو حضرت
 امام زین العابدین ان کی اس مکاری پر خاموش نہ رہ سکے اور فرمایا
 ابکون من اجلنا فمن الذی قتلنا یعنی رونے والوں بتاؤ کہ چار
 قاتل بھلا کون ہے یعنی خود ہی تم نے قتل کیا اور آپ ہی نوحہ دہاتم شروع
 کر دیا۔ یہیں تک نہیں حضرت سیدہ ام کلثوم نے محل سے سر نکالا۔
 اور نوحہ کرنے والوں سے کہا تمہارے ہی مردوں نے تو ہمیں قتل
 کیا ہے۔

یا اهل الکوفة لقلنا دجالکم
 و تبکیا نساءکم فالجاکعبینا
 و بینکم اللہ یوم الفصل
 القمنا یا۔
 اد کو ذوالوچ ربو تمہاری عورتیں نوحہ
 کر رہی ہیں حالانکہ تمہارے مردوں
 نے مجھ کو قتل کیا۔ پس ہمارے اور
 تمہارے درمیان قیامت میں اللہ کا
 فیصلہ کریگا۔

امام عالی مقام حضرت حسینؑ کی ہمیشہ حضرت سیدہ زینبؑ نے ارشاد فرمایا۔
 یا اهل الکوفة ابکون و تنحبون
 ای واللہ فابکوا کثیرا و انجکوا
 قلینا۔
 امام کا مقام حضرت حسینؑ کی ہمیشہ حضرت سیدہ زینبؑ نے ارشاد فرمایا۔
 یا اهل الکوفة ابکون و تنحبون
 ای واللہ فابکوا کثیرا و انجکوا
 قلینا۔
 روایت اور ہنسنا کم ہو۔

اہل کوفہ (بقول شوشری صاحب شیعوں) سے اہل بیت کرام کی برکشتگی

لہذا ذکر مختصر میں نے کر دیا ضرورت پڑنے پر روایات کا انبار پیش کر دوں گا۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ دعوت۔

اس مختصر میں گفتگو نے دو جماعتوں کا تعارف کر دیا ایک وہ جماعت جس نے حضرت امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کو شہید کرنے کے بعد ماتم و نوحہ کرنے لگے۔ دوسری وہ جماعت جس نے ہمیشہ ان ماتم اور نوحہ کرنے والوں کو برا اور قاتل سمجھا۔ الحاصل ماتم و نوحہ کرنا قاتلان حسین کی سنت ہے۔ اور ماتم و نوحہ سے پرہیز واجتناب کرنا اہلبیت کی سنت ہے۔ اب جس کو جو پسند اور مرغوب ہو گا۔ وہ اس کی سنت پر عمل کرے گا۔

فیصلہ شرعیہ کے ۱۴۰۵ھ پر اس کی مزید تفریح یوں کی گئی ہے کہ :-

مختار تقنی پہلی مدی کا ایک مشہور شخص ہے جو کہ شیعہ اور دشمن اہل بیت تھا (جلال ایوبیؒ) جب اس دشمن اہلبیت نے کوفہ پر اپنا پورا تسلط چاہا تو علی الاعلان کوفہ میں رسم ماتم کو جاری کیا اور بنام اہل بیت کیینہ حضرت علیؑ کی کرسی نکالی۔ اور بڑے دھوم دھام سے اس کی پرستش کی۔ حالانکہ یہ کرسی حضرت علیؑ کی نہ تھی بلکہ کسی دکاندار اور ردغن فروش کی تھی۔ جسے طویل بن جید نے چا کر مختار تقنی کو اس کام کے لئے دیا تھا [تحفہ اثنا عشریہ]

علامہ شیرستانی نے لکھا ہے کہ وہ کرسی پرانی تھی مختار تقنی نے اس پر ریشمی غلاف چڑھا کر اسے خوب آناستہ کر کے یہ ظاہر کیا کہ حضرت

عمر کے توشہ خانہ میں سے ہے۔ [الملل و المنحل] پھر مولد الدرد
جو کہ ایک عباسی خلیفہ کا وزیر تھا اور سخت متعصب شیعہ تھا اور ۳۵۲ھ میں
شہادت امام مظلوم کی یادگار بنانے کے لیے یوم عاشورہ مقرر کر دیا۔ اس
کے تعصب کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ شیعوں نے جب ۳۵۱ھ
میں جامع مسجد بغداد کے دروازے پر بعض صحابہ کرام کی ذات اقدس
پر لعلی الفاظ لکھوا دیئے اور جب رات کو کسی نے مٹا دیئے تو پھر حضرت
نے کھلم کھلا لعلی الفاظ لکھوا دیئے۔ [تاریخ الخلفاء] اور ۱۸ رذی الحجہ
کو نہایت دھوم دھام سے عید غدیر منانے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عید غدیر
منائی گئی۔ اور ساتھ ساتھ خوب باجے بجاے گئے۔ پھر اس کے بعد ۳۵۲ھ
کو خاص عاشورہ محرم کو حکم عام دیا کہ غم حسین میں دو کاینیں بند کر دیں کھانے
نہ پکائیں۔ خرید و فروخت نہ کریں۔ بالکل سڑنا ل کر دیں۔ با آواز بلند داد و
کریں۔ سوگ کے لباس پہنے۔ عورتیں بال کھولے ہوئے منہ پر طہانچے
مارتی ہوئی، خاک ملتی ہوئی، گریباں چاک کرتی ہوئی شارع عام پر نکلیں چوں
کہ اس وقت اہل تشیع کا دہاں زور تھا۔ اس لیے اہل سنت و جماعت مقابلہ
کرنے پر قادر نہ تھے۔ لوگوں نے معز اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔ بعد میں
اس وجہ سے شیعہ سنی کے درمیان بڑا فساد ہوا۔ اور لوٹ مار تک لوہت
پہونچ گئی۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون جلد سوم ۴۲۵ بیان الامرار ترجمہ
تاریخ الخلفاء ص ۱۹۷ کامل ابن اثیر جلد دوم ص ۱۹۷

بات صاف ہے کہ ماتم و تعزیہ وغیرہ محرم میں خاص اہمیت رکھتے
ہیں۔ لیکن ان کا تعلق نہ قرآن سے ہے نہ حدیث سے اور نہ ہی آثار

صحابہ اہل اہل بیت رسول سے بلکہ یہ خالص غداران اہل بیت رسول اور
قاتلانِ نریمان علیؑ کی سنت و ایجاد ہے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ
سب سے پہلے کو فیوں یعنی شیعوں نے ماتم و لوحہ شروع کیا۔ پھر مختار
ثقفی نے اس میں تعزیر و قنابلت سیکھ کا اضافہ کیا۔ پھر مجز الدولہ نے
ان خرافات کو مزید فروغ دیا۔ ناظرین اب آپ غور فرمائیں
کیا ماتم کی ایجاد کرنیوالے کون تھے؟ ماتم اور تعزیر کو ترقی دینے والے
کون تھے ان دونوں سوالوں کا جواب صرف دو لفظوں میں یہ ہے
کہ دشمنانِ حسینؑ۔۔۔ اس کے برعکس ماتم و تعزیر سے روکنے والے
کون تھے؟ تعزیر دار کو برا سمجھنے والے کون تھے؟ اس کا بھی مختصر
ترین جواب صرف دو لفظوں میں یہ ہے کہ اہل بیت رسولؑ۔۔۔ گویا
دو راستے ہیں۔ ایک راستہ ہے قاتلانِ حسین کا جہاں ماتم و تعزیر ہے۔
دوسرا راستہ اہل بیت رسولؑ کا ہے جہاں یہ سب خرافات نہیں ہیں
اب آپ کو اختیار ہے خواہ اس راستے پر چلے جس پر قاتلانِ حسین
چلے خواہ اس راستے پر چلے جس پر اہل بیت رسولؑ چلے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا سلسلہ ایک شعبہ
ناضل اور ایک سنی مجدد کے ایک ایک اقتباس کو سپردِ قلم
کر کے ختم کر دوں اس لیے پہلے ملاحظہ فرمائیے، الذبیح ص ۱۶۱
محقق سید محمد رضی الرضوی القلی بن علاء سید علی الحائری شیعہ
عاحب تفسیر لوائح التزیل میں عنوان "اصلاح مراسم تعزیر داری" کے
تحت یوں لکھتے ہیں۔

در تعزیر وادی کی موجودہ رسوم جو خلاف شرع

ہو جائیں اصلاح ہیں مثلاً۔ ذوالجناح اور تعزیر کے ہمراہ
خواتین کا ہونا اور ناخرووں کے سامنے مرثیہ پڑھنا بعض نوجوانوں
کا سوٹ جٹ پین کرٹاکیاں لگا کر اور شب عاشورہ ڈاٹھیانڈا
کر ذوالجناح کے ہمراہ ہونا۔ ذوالجناح کے نیچے بچوں کو لٹانا ان کے
پچھوانا، ان پر عریاں باندھنا ان کے نیچے بکرے اور
مُرخ ذبح کرنا ذوالجناح (حیوان) کا پس خوردہ دودھ تیرکا شرب
الموتیات انسان کو پلانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جنکی
کوئی بھی مذہب میں اصلیت نہیں ہے۔ نہ قرآن وحدیث میں
ان کا ذکر آیا ہے۔ عوام الناس نے خواہ مخواہ آہستہ آہستہ ان باتوں
کو مذہب بنالیا ہے۔ اور میں امرکا مذہب میں کوئی حکم نہ ہونکا ہر
ہے۔ وہ ایک لغو فعل ہے اور مذکورہ باتوں میں تو بعض باتیں حرام
اور گناہ کبیرہ ہیں۔ ان کو فوراً ترک کر دینا چاہیے۔

عزیزو! یہی وہ بدعتیں ہیں جن کے باعث تمہارے
مذہبی پیشہ روز عاشورہ تعزیر اور ذوالجناح کے ہمراہ جانے
سے اجتراز کرتے ہیں۔ خاص کر حجتہ الاسلام سرکار شریعتدار علیہ
السلام نے غیبتہ العصر رام نڈا کو ذوالجناح کے ہمراہ جاتے کبھی کسی نے
نہیں دیکھا..... افسوس ہے کہ عاشورہ کو جن اعمال کے کرنے
کا حکم مذہب حق نے دیا ہے بہت کم اس کی تعمیل کی جاتی ہے مسیّد
الشیعہ علیہ السلام نے تو عین نلہر روز عاشورہ کو خاص بوقت شہادت

بھی ایسی سخت مصیبت کے وقت نماز کو ادا کر کے قوم کو
 تعلیم دی ہے کہ نماز جیسی ضروری عبادت مفت نہ کسی وقت
 میں کسی طرح بھی ترک نہیں کی جاسکتی مگر بعض عزاداران
 کا یہ حال ہے کہ وہ عاشورہ کے روز بھی نماز نہیں پڑھتے۔
 اور اسی طرح وہ اس روز کے اپنے اعمال کو باطل کر دیتے
 ہیں وہی کتاب کے ص ۱۹ پر [پس دانشمندی یہی ہے کہ مومنین
 تعزیر داری میں افراط و تفریط کے دونوں پہلوؤں کو چھوڑ دیں
 جن کی کوئی بھی اصلیت مذہب حق میں نہیں ہے۔
 آگے چل کر لکھتے ہیں۔ عوام انکس کا اپنے خیال اور
 اپنے قیاس سے کسی چیز کو اچھا یا بدینت اسلام کا موجب اور
 ترقی مذہب کا باعث سمجھ لینا اور اسکو مذہب میں داخل کرنا
 مذہب کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ — اب شاید اس کوئی
 نفیب کامارا جو مرد و ختنہ تعزیر داری کو جائز و روا قرار دے
 بدعات حرم کے سلسلہ میں رضی الرحمن صاحب کی جملہ شکایات مذکور
 بالکل صحیح اور درست ہے اور شیعوں کی بدعملی کا نقشہ محقر آٹھوں
 نے جو پیش کیا ہے وہ بھی کیا ہے۔ یہی شکایات بانداز و گرامام
 اہلسنت مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نور اللہ
 مرقدہ کو بھی ہے۔ فنا دی رضویہ میں فرماتے ہیں۔ —
 ”تعزیر میں اگر اہل اسلام اور اہل علیہ حضرات شہداء کرام
 کے لئے ایصال ثواب پر اکتفا کرتے تو کس قدر مرغوب

دعوت تھا۔ مگر اب تو وہ طریقہ نامرغیہ [جو ہزاروں سالوں
پر مشق ہوتا ہے] کا نام ہے جو قطعاً بدعت اور ناجائز و حرام
ہے۔ اسی طرح نفل روضہ حضرت امام حسین اپنے گھر میں بطور
ترک و زیارت رکھا اور اس کی اشاعت کرنا اور تضح المذ
نوحہ خوانی اور دیگر بدعات شرعیہ سے اجتناب کرنا کسی حد تک
جائز تھا۔ مگر اب جبکہ اس نفل کے ساتھ اہل بدعت وہ سب خرافات
کرتے ہیں جن کا ادھر تو کر کیا گیا اس نفل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے
تاکہ اہل بدعت کے ساتھ اس ناجائز بات میں مشابہت اور تعزیر داری
کی قیمت کاغذ نہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ایسی
خرافات اور بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ لہذا
بقرب حضرت روضہ اور حضرت امام حسین کا کاغذ پر صحیح نقشہ بنائے اور
ترکاز رکھے جیسا کہ حرمین شریفین سے کعبہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور روضہ
عالیہ وغیرہ کے نقشے آتے ہیں۔

الحاصل امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مڑے
تعزیر داری بدعت طریقہ نامرغیہ یعنی محض خرافات ناجائز اور
حرام ہے۔ ہاں آخری خط کشیدہ جلوں سے یہ امر واضح
ہو گیا کہ مگر کاغذ پر تم یا پنسل سے روضہ کا نقشہ بنایا جائے
اور وہ بھی صحیح صحیح تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن ہاں یہ
نقشہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حرمین شریف سے کعبہ معظمہ اور
مدینہ طیبہ کے نقشے آتے ہیں۔ یہی وہ صورت ہے جو

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نزدیک مُباح اور جائز ہے۔ اب دیر
 نہیں سینوں کے لئے راز کے کھلنے میں کہ کون اسیر احمد رضا ہے اور
 کون نہیں ہے؟

سلف صالحین کے زرینِ ار شادات

۱۔ حضرت غوث الثقلین پیرِ دستگیرید عبدالقادر جیلانی حسنی
 الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت معاذ بن جبل و حضرات انس
 رضی اللہ عنہما اپنی کتاب غنیۃ الطالبین ص ۱۸۹ پر بایں طور حدیث
 نقل کی ہے جسکا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی
 جو میرے اصحاب کی متقیص شان کریں گے پس تم ان کی مجلس میں نہ
 بیٹھو نہ ان کے ساتھ ملکر کھاؤ پیو۔ نہ ان سے رشتہ بندی کرو نہ
 ان کے جنازہ کی نماز پڑھو۔۔۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ردائض نہ تھے بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہیں
 ۲۔ حضرت مجدد ثانی سرہندی رحمۃ علیہ مکتوب جلد اول حصہ دوم ص ۲۸۵
 پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ”بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت سے زیادہ
 موثر ہوتا ہے۔ اور بدترین گمراہ فرقہ شیعہ ہے“

۳۔ حضرت مجدد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں
 رضویہ جلد سوم ص ۲۰۸-۲۰۹ پر اس سوال کے جواب میں کسی صاحب میں یہ بات
 سنہ کہ وہ ایک رافضی سے بے تعقیف ہے کہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے

ہیں اور مسجد میں باہم دونوں کے مذاق بے تکلفانہ اور مشورتانہ ہوا کرتا ہے
 ۲۔ مجدد موصوف جواب مرحمت فرماتے ہیں: "روافض زمار علی العلوم کفار
 ومرتد ہیں کما حقانی وہ الرنضۃ اور مرتدین سے میل جول حرام اور مسجد
 میں ایسا مذاق سنی صحیح العقیدہ سے بھی حرام۔ لاجرم شخص مذکور
 سنت ناسق و فاجر مرتکب کیا کر ہے۔ اور اس کی امامت ممنوعہ
 ہے اور اسے امام بنانا حرام اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ
 الی اصل اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ ہو مگر رافضیوں سے
 میل جول رکھتا ہو۔ ان کے ساتھ کھانا پینا ہو۔ نیز
 باہم مذاق کرتا ہو تو ایسے سنی صحیح العقیدہ کے
 بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: "شخص مذکور
 سنت ناسق و فاجر، مرتکب کیا کر ہے۔ اور اس کی
 امامت ممنوعہ ہے۔ اور اسے امام بنانا حرام اس
 کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ"

۳۔ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے
 کہ ذوقہ روافض اپنے اعمال و اقوال کو مطابق نص قطعی
 و حدیث نبوی علیہ التحیۃ والثناء کے شمار کرتے ہیں مگر ان کا
 یہ زعم باطل ہے۔

۴۔ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد سوم ۳۲۲ پر ہے کہ "جو
 حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہے گا زہر
 اور اگر حضرت علی سرمد اللہ وجہہ الکریم کو حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ سے افضل بتائے تو سافرنہ ہو گا مگر گمراہ ہے۔
 اور یہی مضمون تقریباً فقہ کی ہر کتاب میں موجود
 ہے۔ مثلاً فتاویٰ ظہیر یہ متخاص القائق لمطادوی علی مرقانی
 الفلاح، فتاویٰ جبرید، غنیہ شرح فیہ، کفایہ شرح ہدایہ مجمع الانہر وغیرہ

فقط

خاکپائے اہلبیت

سید محمد ہاشمی حسنی الحسینی کچھوچھو

۱۵ اگست ۱۹۶۷ء

ہمارے اشاکسٹ !!

شیر پورہ

مکتبہ انوار المصطفیٰ مقام محمود درگاہ حضرت حاجی صاحب قبلہ محلہ درنگل

مکتبہ الحبیب ۱۴۰ - اتر سوئیالہ آباد ۳

اعجاز بکٹ پور ناخدا مسجد گیش ۲۰۰ نمبر انوکریا اسٹریٹ کلکتہ ۷۷

حبیبی کتاب گھر ننگا محلہ جید رکسٹریٹ ۵۵۶۱

جہانگیر بکٹ پور کچھوچھو ۲۰۰ - مکتبہ الطیفیہ جامعہ عربیہ اسلامیہ کراچی ۲

۱۵۱ کتابستان ۲۶۶ - حق آئینی مبارکپور اعظم گڑھ لوہی

مکتبہ استقامت ۲۰۰ - مکتبہ استقامت ۲۰۰ - مکتبہ استقامت ۲۰۰

... فلم روکتے ہو تو ان کا ٹٹے تھوڑا!

اس جمہوری دور میں لوگوں کو اپنے
 شن کی تبلیغ، اپنی ملت کی اصلاح اور اپنے معاشرے
 کے سدھار کا پورا حق دیا گیا ہے لیکن بعض لوگ اس
 حق کو ہم سے چھینا چاہتے ہیں۔ اور اتفاق سے وہ
 اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔

کل کی بات ہے کہ ”رسالہ“ رسومات محرم اور
 قمریہ بزرگان دین کی نظر میں ”1 جس سے ہزاروں اہل
 سنت کی اصلاح ہوئی [جنط کرا دیا گیا اور خطبہ کی وجہ یہ بتائی
 گئی کہ اس سے شیعوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔
 غالب یہ دل آزاری اس لیے ہوئی ہے کہ اس رسالہ
 میں اہل بیت کرام کے مناقب ہیں تو خلفائے راشدین
 کے نقائص بھی ہیں، اگر ایسا ہے تو کیا ہم اپنے حساب
 پر خطبہ کے نقائص بیان نہ کریں۔ ان کا نام لینا بزدلان
 سے اپنی عقیدت کا رشتہ منقطع کر دیں؟ مگر یہ اس

دلت ہو سکتا ہے جب روح ہمارے جسم سے نکل جائے ۔
 زبانیں ہمارے منہ سے تراش لی جائیں اور قلم ہمارے
 ہاتھ سے میسر توڑ دیئے جائیں ۔

بھئی ہم مظلوم ہیں ۔ ہمیں نہ چھڑو جیو اور جینے دو ۔
 ہم تمہارے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تم ہمارے بزرگوں
 کی تعریف کرو ، تعریف نہیں کرتے تو توبیل بھی نہ کرو اور
 یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہمیں تو تعریف کرنے دو دیکھو یہ تمہارے
 ظلم کی انتہا ہے ۔

ہم اپنے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تو تمہاری دل
 آزاری ہوئی ہے اور تم ہمارے بزرگوں کی برائی کرتے ہو
 تو کیا سمجھتے ہو ؟ ہمیں خوشی ہوتی ہے ؟ دیکھو یہ ہمارے صبر کی
 انتہا ہے ۔ **وَرَأَى اللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ** ۵

اقبال احمد

پلم نشر و اشاعت ۔ ۵ مارچ ۱۹۶۵ء

✱ - معراج الہی : تبلیغی جماعت کی ایگزیکٹو
 امام احمد رضا اور اردو تراجم

✱ - قرآن کا آفاقی مطالعہ
 حقیقت نور محمدی

✱ - رسومات محرم اور تعزیر

✱ - حقیقت فاطمہ : آئینہ مودوریت

✱ - حقیقت دہلیس : عقیدہ و رسالت

✱ - مطبوعات

حَرَمٌ اور تَعْزِیہ

[ارشادات امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں خا فاضل دیوبند]

۱۔ حرَمُ الحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ امر مسلمین

شادی بیاہ اور ماہِ حَرَم

مسائل ذیل ہیں :-

۱۔ بعض سنت جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ بھاڑ دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بعد دفنِ تحریم روٹی پکا ئی جائے گی۔

۲۔ ان دس دنوں میں کپڑے نہیں اتارتے۔

۳۔ ماہِ حَرَم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔

۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔ یہ امور جائز ہیں یا ناجائز؟

جواب میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :-

پہلی تینوں باتیں سوچ ہیں اور سوگھ سرام ہے اور چوتھی

بات جہالت ہے۔ ہر مہینہ میں ہر تاریخ پر ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احکام شریعت

حصہ اول ص ۹ مطبوعہ ابوالعلائی پریس [آگرہ]

محفل میلاد اور ذکر شہادت کسی نے سوال کیا کہ مجلس میلاد

شریف میں بیان مولود شریف کے ساتھ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور واقعات کو بلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ علامے کرام مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں کھانی بحج البیہار واللہ تعالیٰ اعلم۔

[احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۱۱۱]

مجلس اور مرتبہ شہادت کسی نے دریافت کیا کہ رافضیوں کی مجلس میں

مسلمانوں کا جانا اور مرتبہ سنا۔ ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں حرم کو جب کہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے۔ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا مجلس میں جانا اور مرتبہ سنا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے ان کی نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک "قلبتین" کا پانی مزدور ہوتا ہے۔ اور وہ حاضری سخت ملعون ہے

اور اس میں شرکت موجب لعنت [احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۸۹]

محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور سیاہ کپڑے

سبز اور سیاہ کپڑے پہننا کی بابت کیا حکم ہے؟

حضرت مجدد ملت نے جواب دیا ! محرم میں سیاہ اور سبز
کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ
کہ شعار افضیاء لہام ہے ۔ [ایضاً]

چھتوں پر سے روٹی پھینکنا | آج کل (عشرہ کے دن) لوگ
خیر خیرات اس قسم کی کرتے ہیں

کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے
بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدقہ آدمی ان کو لوٹے ہیں ۔ ایک
کے اوپر ایک گھرتا ہے ، بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹی
زمین میں گر کر پاؤں سے روند جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ
نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے
اور یہی حال [سبیل] شربت کا ہے اور پر سے آب خوروں
میں وہ لوٹ پھائی جاتی ہے کہ آدھا آب خوردہ بھی شربت
کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے ایسی
خیر خیرات اور سنگر جائز ہے یا بوجہ رزق کی بے ادبی
کے گناہ ہے ؟

جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

یہ خیرات نہیں ، شرور و سیئات ہے ۔ نہ ارادہ کو وجہ اللہ
کی یہ صورت ہے بلکہ ناموسی اور دکھاوے کی ، اور وہ حرام
ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہے
[احکام شریعت حصہ اول ص ۱۷۱]

تقریب دیکھنا بھی جائز نہیں | کسی نے سوال کیا کہ تقریب بھی
میں ہو و لعب یعنی کھیل تماشہ

سمجھ کر جائے تو کیا ہے ؟ اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا ۔
نہیں چاہیے ۔ ناجائز کام میں جس طرح جان مال سے مدد کرے
تھا ۔ یوں ہی سواڈ بڑھا کر بھی مددگار ہو گا ۔ ناجائز بات کا تماشہ
دیکھنا بھی ناجائز ہے ۔ (المفوظ حصہ دوم ص ۹۶ مطبوعہ حسینی پریس بریلی)

مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت
علم تقریب اور براق بدعت ہیں | نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ علم
تقریب براق مہدی یہ سب جو رائج ہیں کل کے کل بدعت ہیں اور
بدعت سے سمجھی شوکت اسلام نہیں ہوتی اور تقریب کو حاجت روا کھنا
جائز ہے اور اس سے مت مانگنا طاقت ہے ۔ اور تقریب داری
نہ کرنے کو باعث نقصان سمجھنا زنا نہ وہم ہے کسی لیے مسلمانوں
کو ایسے حرکات و خیالات سے باز رہنا چاہیے ۔
[اسلام اور تقریب داری]

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی التجا | کسی نے سوال کیا کہ خاتون جنت
بقول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہوگی اور امام
حسین و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خوں آلود اور زہر آلود کپڑے
کا ندھے پر والے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک
جو جنگ احد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہ الہی میں

حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر ہلاؤں گی اور خون کے مہا
میں اس عامی کو بخشواؤں گی۔ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب میں امام اہل سنت حضرت سیدنا الحزین نے فرمایا :
یہ سب جھوٹ افتر اور کذب گستاخی اور بے ادبی ہے مجمع
اولین و آخرین میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب
نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گی۔ زیر عرش سے منادی
نہا کرے گا۔ اے اہل محشر اپنا سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ قافلہ
بنت محمد صراط پر گزر فرماتی ہیں۔ پھر وہ نور الہی ایک بری کی طرح
ستر ہزار حوریں جلو میں لپٹے ہوئے گزر فرمائے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔
[ابن کثیر شریعت جلد دوم صفحہ ۱۰-۱۱]

روافضی سے ملنا جلنا
ایک شخص نے دریافت کیا کہ اہل سنت
وجماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا
پینا اور سودہ سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی ہو
کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے وہ شخص دائرہ
اہل سنت وجماعت سے خارج ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا :
روافضی زانہ علی العموم مرتد ہیں۔ کما بینا فی حرج الرافضة ان
سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں، ان سے میل
جول نشست و برخاست سلام کلام کرنا سب حرام ہے قال اللہ تعالیٰ
واما ینسیب ینک الشیطین فلا اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تویت

تَعْقِدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ بِمِثْلِ يَدِ آجَانِيكَ بَعْدَ ظِلْمِ الْمَوْتِ كَيْفَ تَحْتَمِلُ
الظَّالِمِينَ ۛ :-

حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سَيَأْتِي قَوْمٌ لَّهُمْ فَبَرِيْقَاتٌ عَقْرِيْبٌ كَيْفَ لَوْ كَانُوا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ
لَهُمُ الرَّاغِبَةُ يَطْعَنُونَ اِنْ كَانِىْكَ بَدَلُ قَبْرِكَ - انھیں رافضی
السلف ولا يشهدون جمعة کہا جائیگا سلف صالحین پر تعین کریں
ولا جماعة فلا تجالسوهم گئے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں
ولا توالكوهم ولا تشاورو گئے۔ ان کے پاس نہ بیٹھا ان کے ساتھ
ہم ولا تلتصقوهم و اذا لا کھانا نہ پینا نہ ان کے ساتھ
مريضو افلا تعودوهم شادی بیاہ کرنا۔ بیمار پر ہیں تو
واذا ماتوا افلا تشهد انھیں پوچھنے نہ جانا مر جائیں تو ان کے
دھم ولا فصلوا علیہم جنازے پر نہ جانا نہ ان پر نماز پڑھنا
ولا اتصلوا معہم ۔ نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

جو سنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی
ہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول
ترک کرنے کا حکم ہے۔ (احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۶۴۴)

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّرِّ وَرَافِضَاوِ مِنْ سَيِّئَاتِ عَمَالِهِا